علوم القرآن کا آغاز وارتقاء: ایک تحقیقی وتاریخی جائزہ

The Beginning and Evolution of Quranic Sciences: A Research and Historical Review

Irum Shahzadi [1]
Dr. Muhammad Zaid [2]

Abstract:

This study explores the introduction, significance, and excellence of the Holy Qur'an alongside the origins and development of *'Uloom al-Qur'an* (Qur'anic sciences). It begins with the linguistic and terminological definitions of the Qur'an, highlighting its divine nature as the eternal word of Allah revealed to Prophet Muhammad ﷺ. The research then discusses the Qur'an's various names, attributes, and phases of revelation, emphasizing its preservation and divine protection. Special focus is given to the gradual revelation process, the Makkan and Madinan periods, and the subsequent compilation efforts during the eras of the Rightly Guided Caliphs. The second part introduces the field of *'Uloom al-Qur'an*, covering key disciplines such as *tajwīd*, *asbāb al-nuzūl*, *makki and madani surahs*, *nāsikh and mansūkh*, and *i'jāz al-Qur'an*. These sciences provide essential tools for understanding the Qur'an's meanings, context, and application. The research further traces the historical development of Qur'anic sciences from the early Islamic centuries through the medieval era to the modern period, with particular attention to contributions from scholars of the Indian subcontinent. In conclusion, the study highlights that understanding the Qur'an requires both reverence and scholarly engagement with its sciences. Such knowledge enables Muslims to respond to misconceptions, strengthen faith, and apply Qur'anic guidance in contemporary life.

Keywords: *Qur'an, Qur'anic Sciences, Revelation, Compilation, Exegesis*

ا۔تعارف

الف۔لغوی واصطلاحی مفہوم:

"علوم" علم کی جمع ہے اور علم کا معنی ہے کسی چیز کی حقیقت کو جیسا ہے ویسا جاننا۔القرآن لفظ قرأ، یقرأ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی ہیں پڑھنا یا جمع کرنا۔ چنانچہ لغوی طور پر علوم القرآن سے مراد وہ تمام معارف وعلوم ہیں جو قرآن مجید سے پھوٹتے یا قرآن سے متعلق ہیں۔[3] قرآن مجید میں واقع مختلف مباحث، مثلاً نزول قرآن، وحی کا بیان، مصاحف میں اس کی کتابت، جمع اور تدوین، محکم و متشابہ آیات، مکی و مدنی سورتیں، اسباب نزول، قرآن کے الفاظ کی تفسیر و ترجمہ، ان کی اغراض و خصوصیات وغیرہ سے متعلق گفتگو کو "علوم القرآن" کہتے ہیں۔[4]

---

[1]. M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, University of Okara-Pakistan
[2]. Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Okara-Pakistan

[3]۔ سیوطی، جلال الدین۔الاتقان فی علوم القرآن، بیروت: دارالفکر، ۲۰۰۸ء، ۱/۱۷۔
Jalal al-Din al-Suyuti, *Al-Itqan fi 'Ulum al-Qur'an* (Beirut: Dar al-Fikr, 2008), 1:17.

[4]۔علامہ سیوطی، عبدالرحمٰن، الاتقان فی علوم القرآن، لاہور، مکتبۃ العلم، ص: ۴۱۔
'Abd al-Rahman al-Suyuti, *Al-Itqan fi 'Ulum al-Qur'an* (Lahore: Maktabat al-'Ilm, n.d.), 41.

ان کا مقصد قرآن مجید کی تمام جزئیات، کلیات اور تصورات کو واضح کرنا اور سمجھنا ہے۔ غرضیکہ وہ علم جو قرآن سے متعلق مباحث اور علوم پر مشتمل ہوتا ہے جو قرآن سمجھنے اور اس سے فوائد کے استخراج میں معاون ہوتے ہیں اور قرآن سے ہٹ کر بذاتِ خود ان کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔ ان علوم میں سے چند کے نام یہ ہیں:

علم تجوید: قرآن کے الفاظ کو ان کے حروف کو زبان سے درست مخارج سے ادا کرنے کا علم، تجوید کہلاتا ہے۔

علم محکم و متشابہ: اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیات کو عقیدہ و ایمان کے اعتبار سے دو حصوں میں منقسم کیا ہے جنہیں محکم اور متشابہ کہتے ہیں۔ ان کا علم، علم محکم و متشابہ کہلاتا ہے۔

علم قراءت: علم قرأت وہ علم جس سے قرآن مجید کو صحیح پڑھا جائے اور غلطیوں سے بچا جائے۔

علم اَسباب نزول: اسباب نزول سے مراد وہ واقعات، حوادث اور سوالات ہیں جو کسی آیت یا چند آیات کے نزول کا باعث بنے۔

علم رسم قرآنی: وہ طریقہ جس میں کوئی تحریر نطق کے مطابق لکھی جاتی ہو۔ اسے رسم الخط کہتے ہیں۔ قرآن مجید کا بھی اپنا مخصوص رسم الخط ہے۔ اس کا جاننا علم رسم قرآنی کہلاتا ہے۔

علم اِعجاز قرآن: قرآن مجید کا بے مثل ہونا، اسلامی اصطلاح میں اعجاز القرآن کہلاتا ہے۔ اس کا علم علمِ اعجاز القرآن کہلاتا ہے۔

علم اِعراب قرآن: علم اعراب کے جانے بغیر تفسیر قرآن کا شروع کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ قرآن کے معانی لغت اور اعراب کی وساطت سے جانے جاتے ہیں۔

علم ناسخ و منسوخ: ناسخ اور منسوخ لغت میں کسی چیز کو مٹانا، تبدیل کرنا، ایک مقام سے دوسرے مکان کی طرف نقل کرنے کا نام ہے۔[5] علم حدیث میں اس سے مراد حدیث کا وہ خاص شعبۂ علم ہے جس میں روایات یا احادیث پر اس حوالے سے بحث کی جاتی ہے کہ کون سی حدیث منسوخ ہے اور کونسی ناسخ ہے اور کن علل و اسباب اور مصالح کے باعث کوئی بھی حدیث ناسخ یا منسوخ ہے۔

علم مکی و مدنی: مکی و مدنی آیات و سور کے علم سے اس تقسیم کی حکمتیں اور فوائد ظاہر ہوتے ہیں، قرآن مجید کیوں تھوڑا تھوڑا کرکے نازل ہوا؟ عقائد اور احکام کے نزول میں تدریجی پہلو کیوں پیش نظر رکھے گئے؟ یہ علم روایات مختلفہ کو چھانٹنے اور ان کے بارے میں بہتر فیصلہ کرنے میں بڑا ممد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ خاص طور پر دعوت اسلامی کے مراحل کو سمجھنے میں، تاکہ ہر علاقے اور ہر زمانے میں دعوت دین کے دوران داعی حضرات کو ان سے استفادہ کا موقع ملے۔ یہ علم سیرت نبوی سے بھی آگاہ کرتا ہے۔ نیز آیات اور الفاظ کے معنی و مفہوم میں امکانی تحریف کو یہی علم ہی کھنگالتا ہے۔

علمِ عربی زبان: قرآن فہمی کے لئے عربی زبان کا علم بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ عربی زبان جو قرآن فہمی میں مدد دے۔ اس کی مددگار

---

[5] ۔ القرطبی، محمد بن احمد بن ابو بکر، الجامع الاحکام القرآن، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۰۶/۱۔

Muhammad b. Ahmad al-Qurtubi, *Al-Jami' li Ahkam al-Qur'an* (Beirut: Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, n.d.), 1:106.

قرآن مجید واحادیث کی لغات، گرامر صرف و نحو اور احادیث نبویہ ہیں۔

علم تفسیر: علم تفسیر ایسا علم ہے جس میں قرآن مجید کے الفاظ کے تلفظ، ان کے مفہوم، ان کے احکام اور ان معانی سے بحث کی جاتی ہے جن کے وہ حامل ہوتے ہیں۔

علم وقوف: یعنی آیات کہاں پر ختم ہوتی ہیں اور دوران آیت کہاں پر وقف کیا جاسکتا ہے۔ یہ منقولی علم ہے۔

تفسیرِ قرآن کے لئے یہ علوم کنجی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ علوم طالبِ علم کو قرآن کے افہام و تفہیم میں اعتماد دیتے اور درست منہج عطا کرتے ہیں۔ وہ نہ صرف ان سے عملاً مستفید ہوتا ہے بلکہ تعلیم و تعلّم کا جذبہ بھی بیدار کرتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ میری ہمت و قوت میں اضافہ کا سبب نہ صرف یہ پاک کلام ہے بلکہ فہم و عقل کو جلا بخشنے والی یہ مقدس کتاب ہے۔ اسی معنی میں قرآن کو آسان کتاب کہا گیا ہے۔ طالب علم کو یہی علوم، قرآن پر کئے گئے اعتراضات، تحریفات اور شبہات کا مدلل جواب دینے کی صلاحیت عطا کرتے ہیں۔ قرآنِ مجید کے اسرار و رموز، عقائد و احکام کا علم اور ان کی حکمتیں انہی علوم کی مرہونِ منت ہیں۔

ب۔ مفکرین کے نزدیک علوم القرآن:

امام زرکشیؒ نے اپنی معروف کتاب البرھان میں علوم القرآن کے تینتالیس موضوعات شمار کر کے ان پر تفصیلی گفتگو چار ضخیم اجزاء میں کردی ہے۔

علامہ جلال الدین عبدالرحمن سیوطیؒ نے ان کی تعداد اسی (۸۰) شمار کی ہے اور ان پر تفصیلی گفتگو کی ہے جبکہ کلام اللہ میں اور بھی بے شمار علوم ہیں جن کی تعداد تین سو سے زائد بتائی جاتی ہے۔

علامہ جلال الدین بلقینی (۸۲۴ھ) نے اپنی کتاب '' مواقع العلوم من مواقع النجوم ''میں علوم القرآن کی تقریباً ۱۵۰ انواع پر بحث کی گئی ہے۔

۲۔ علوم القرآن کی تاریخ

علوم وفنون اور معارف قرآنیہ کی نشر و اشاعت آپ ﷺ کے ارشادات مبارکہ کی بدولت ہوئی جن میں علم کے حصول اور نشر و اشاعت کو فضیلت اور برتری کا معیار قرار دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

''خیرکم من تعلم القرآن وعلمه۔''[6]

''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن کو سیکھا اور دوسروں کو سکھایا۔''

---

[6] ۔بخاری، محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح، کتاب فضائل القرآن، باب خیرکم من تعلم القرآن (الریاض، دار السلام للنشر والتوزیع، ۱۹۹۹ء) رقم الحدیث: ۵۰۲۷۔

Muhammad b. Isma'il al-Bukhari, *Al-Jami' al-Sahih*, Kitab Fada'il al-Qur'an, Bab: Khayrukum man ta'allama al-Qur'an (Riyadh: Dar al-Salam li al-Nashr wa al-Tawzi', 1999), Hadith no. 5027.

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"سیکھو قرآن اور اس کو پڑھو۔ قرآن پڑھنے اور سیکھنے والے کے لیے قرآن کی مثال ایسے ہے جیسے مشک بھری ہوئی تھیلی کہ اس کی خوشبو تمام مکان میں پہنچتی ہے۔ اس شخص کی مثال جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا اور وہ اس کے سینے میں محفوظ ہے، اس تھیلی کی مانند ہے جو مشک پر باندھی گئی ہے۔"[7]

الف۔ قرونِ اولیٰ:

آپ ﷺ کے ان ارشادات کی بدولت علمائے اسلام نے قرآن حکیم کو اپنی تحقیق کا مرکز و محور بنایا اور بہت سے علوم وفنون کی بنیاد ڈالی۔ قرآن حکیم اور اس سے متعلقہ علوم مثلاً اسباب نزول آیات، جمع قرآن، ترتیب قرآن، علم ترجمہ، علم تفسیر، علم الخط والرسم، علم النحو والصرف، تلاوت و تجوید، محکم و متشابہ، ناسخ و منسوخ، معرفت سور مکیہ و مدنیہ وغیرہ پر اس قدر لکھا گیا کہ کسی دوسری آسمانی کتاب پر نہیں لکھا گیا۔

ب۔ قرونِ وسطیٰ:

آپ ﷺ کے اولین مخاطب صحابہ کرامؓ تھے جو خالص عرب اور اہل زبان ہونے کی وجہ سے قرآن کے اسلوب اور اس کی دلالات کو اچھی طرح جانتے تھے۔ مزید یہ کہ نزول قرآن کے وقت خود صحابہ کرامؓ موجود تھے اور قرآن ان کے سامنے نازل ہو رہا تھا، لہٰذا نزول قرآن کی کیفیت، آیات کے سبب نزول اور ناسخ و منسوخ وغیرہ امور سے جس درجے میں صحابہؓ واقف تھے، بعد کا کوئی شخص ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ تفسیر قرآن کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ کی احادیث کے بعد قول صحابیؓ پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں حضور ﷺ کے ساتھ مدینے کے ایک باغ میں تھا اور آپ ﷺ کھجور کی ایک شاخ کا سہارا لیے کھڑے تھے۔ یہودیوں کا ایک گروہ اس طرف سے گزرا۔ ان میں سے کسی نے کہا کہ آپ سے روح کے متعلق دریافت کیا جائے۔ بعض نے کہا کہ ان سے مت پوچھو۔ وہ کوئی ایسی بات فرمائیں گے جو تمھیں ناگوار گزرے گی، مگر وہ لوگ آپ کے سامنے آگئے اور کہا، اے ابوالقاسم! ہمیں روح کے بارے میں بتایئے۔ آپ ﷺ نے سنا اور کچھ دیر خاموش دیکھتے رہے۔ میں سمجھ گیا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ پس میں پیچھے ہو گیا یہاں تک کہ وحی ختم ہوئی۔ پھر آپ نے سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر تلاوت فرمائی جس میں آپ کی روح کے بارے میں سوال کا تذکرہ ہے۔[8]

---

[7]۔ خطیب تبریزی، محمد بن عبداللہ، مشکوۃ المصابیح، کتاب فضائل القرآن، حضرو: ادارہ اشاعتِ حدیث، ۱/۶۸۴۔

Muhammad b. ʻAbdullah al-Khatib al-Tabrizi, *Mishkat al-Masabih*, Kitab Fada'il al-Qur'an (Hazro: Idarah Ishaat al-Hadith, n.d.), 1:684.

[8]۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاعتصام، رقم الحدیث: ۷۳۲۱۔

Al-Bukhari, *Al-Jamiʻ al-Sahih*, Kitab al-Iʻtisam, Hadith no. 7321.

اس سے معلوم ہوا کہ جب آپ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی، اس وقت حضرت عبداللہ بن مسعودؓ خود موجود تھے اور ان سے بہتر اس آیت کے سبب نزول کو کوئی نہیں جان سکتا۔آپ نے بھی بعد میں یہ دعویٰ کیا:

"والذی لا الہ غیرہ ما من کتاب اللہ سورۃ الا انا اعلم حیث نزلت وما من آیۃ الا انا اعلم فیم انزلت ولو اعلم احدا ھو اعلم بکتاب اللہ منی تبلغہ الابل لرکبت الیہ۔"[9]

"قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ کی کتاب میں سے کوئی سورت نہیں ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ کہاں نازل ہوئی ہے، اور کوئی آیت نہیں ہے سوائے اس کے کہ میں جانتا ہوں کہ یہ کیا نازل ہوئی ہے، اور اگر میں کسی کو جانتا ہوں تو وہ مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا علم رکھنے والا ہے۔"

اس طرح جب بھی قرآنی آیات کو سمجھنے میں صحابہ کرام کو مشکل پیش آتی تو نبی ﷺ اس کی تبیین فرمادیتے، کیونکہ آپ پر اللہ کی طرف سے تبیین کتاب کا فریضہ عائد کیا گیا تھا۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم۔"[10]

" اور ہم نے آپ کی طرف ذکر نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں پر واضح کردیں کہ ان پر کیا نازل کیا گیا ہے۔"

مفسرین نے لتبین للناس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے مراد آپ ﷺ کا قرآن میں مجمل مقامات کی وضاحت اور اس میں وارد ہونے والے اشکالات کو دور کرنا ہے۔[11]

ج۔عہدِ حاضر:

عہد حاضر میں ہم برصغیر میں علوم قرآنیہ کا ذکر خیر کریں گے۔جہاں تک برصغیر پاک وہند کی مقامی زبانوں میں علوم قرآنیہ کی آبیاری کا تعلق ہے تو اس ضمن میں قاضی اطہر مبارکپوری نے اپنی کتاب " رجال السند والہند" میں عجائب الہند مصنفہ بزرگ بن شہریار کے حوالہ سے ایک روایت تفصیلاً بیان کی ہے۔

"کشمیر کے راجہ مہروک نے ۲۷۰ھ میں منصورہ (سندھ) کے حاکم امیر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز کو لکھا کہ میرے لئے (ایک آدمی بھیجا جائے) جو میرے لیے ہندی میں شریعت اسلامی کی وضاحت کرے۔اس کے متعلق یہ بھی حکایت ہے کہ اس نے ہندی زبان میں قرآن مجید کی تفسیر کرنے کے لیے کہا تو اس نے کردی۔"[12]

9۔ مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب فضائل الصحابہ، الریاض: دار السلام للنشر والتوزیع، ۲۰۰۹ء، رقم الحدیث: ۸۵۰۶۔
Muslim b. Hajjaj, *Al-Jami' al-Sahih*, Kitab Fada'il al-Sahabah (Riyadh: Dar al-Salam ', 2009), Hadith no. 8506.

10۔ النحل، ۱۶: ۴۴۔
Al-Qur'an, 16:44.

11۔ آلوسی، محمود، روح المعانی، بیروت: دار الکتب العلمیہ، الطبعۃ الاولی ۱۹۹۴ء، ۲۲/۸۔
Mahmud al-Alusi, *Ruh al-Ma'ani*, 1st ed. (Beirut: Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1994), 8:22.

12۔ قاضی اطہر مبارکپوری، رجال السند والھند، کراچی: مکتبہ خدیجۃ الکبریٰ، ص: ۲۵۴۔
Qazi Athar Mubarakpuri, *Rijal al-Sind wa al-Hind* (Karachi: Maktabah Khadijah al-Kubra, n.d.), 254.

خلیق احمد نظامی نے اپنی کتاب ''حیات شیخ عبدالحق محدث دہلوی''میں، جمیل نقوی نے ''اردو تفاسیر'' میں،ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم شرف الدین نے ''قرآن حکیم کے اردو تراجم''میں اور عبدالصمد صارم نے ''تاریخ التفسیر''میں مذکورہ بالا روایت سے اسی بات کو ثابت کیا ہے کہ علوم قرآنیہ کے حوالے سے برصغیر کی مقامی زبان میں لکھا جانے والا یہ اولین ترجمہ ہے۔[13]

لاہور میں قرآن و حدیث کے علوم کی اشاعت کا سہرا شیخ اسماعیل لاہوری کے سر ہے۔تذکرہ علماء ہند میں ان کے متعلق لکھا ہے کہ شیخ اسماعیل(م۴۴۸ھ)لاہوری عالم محدث اور مفسر تھے۔وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے لاہور میں علم تفسیر وحدیث کی اشاعت کی۔[14]

عہد تغلق میں علوم قرآنیہ کی نشرواشاعت کے حوالے سے صاحب تفسیر ملتقط سید محمد حسن (۸۲۵ھ) کا نام، جو گیسو دراز کے لقب سے مشہور ہیں، خاص اہمیت کا حامل ہے۔ان کے بارے میں علامہ شریف عبدالحئ فرماتے ہیں:

> ''یہ بہت بڑے عالم تھے جن کی تصانیف بے شمار ہیں جن میں سے ایک'' تفسیر القرآن الکریم علی لسان المعرفۃ''
> اور دوسری ''تفسیر القرآن علی منوال الکشاف'' ہے۔''[15]

برصغیر میں علوم قرآنیہ کی فارسی اور اردو زبان میں نشرواشاعت کا آغاز باقاعدہ طور پر بارھویں صدی ہجری میں ہوا۔جہاں تک اردو زبان کا تعلق ہے تو اس ضمن میں جمیل نقوی اپنی کتاب ''اردو تفاسیر'' میں لکھتے ہیں کہ ''بہر حال شمالی ہند میں پہلی باقاعدہ اور معیاری اردو تفسیر نگاری کی ابتداء بارھویں صدی ہجری کے اواخر سے ہوئی۔شمالی ہند کی مقبول عام تفسیر شاہ مراد اللہ انصاری سنبھلی کی تفسیر ''خدائی نعمت المعروف تفسیر مرادی'' ہے۔

قلی بن پادشاہ قلی(م۱۱۱۱ھ) کی کتاب ''مجمع الفوائد'' میں ضبط الفاظ قرآنی، اعراب قرآت مشہورہ، ائمہ سبع اور بیان معانی و تفسیر پر مشتمل ہے اور متعلقات قرآن مجید پر اس انداز میں بحث کی گئی ہے کہ تمام ضروری باتیں سمجھ میں آجائیں۔یہ کتاب ۱۱۱۱ھ میں اورنگ زیب کے عہد میں تصنیف ہوئی۔

برصغیر میں علوم القرآن کے حوالے سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ(م۱۱۷۶ھ) کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔برصغیر میں سب سے پہلے جامع انداز میں افادہ عام کے لیے قرآنیات پر آپ ہی نے لکھا۔[16] علوم القرآن پر آپ کی کتاب'' الفوز الکبیر فی اصول التفسیر''

---

[13]۔عبدالصمد صارم، قاضی، تاریخ تفسیر، لاہور: ادارہ علمیہ، ۲۰۱۵ء، ص: ۴۔

Qazi ‘Abd al-Samad Sarim, *Tarikh Tafsir* (Lahore: Idarah ‘Ilmiyyah, 2015), 4.

[14]۔مولوی رحمان علی، تذکرۃ علماء ہند، ص: ۱۱۱۔

Mawlawi Rahman ‘Ali, *Tazkirat ‘Ulama’-e-Hind*, 111.

[15]۔بریلوی، عبدالحیی حسنی، نزہۃ الخواطر، لاہور: مقبول اکیڈمی، ۳/۱۶۳۔

‘Abd al-Hayy Hasani al-Barelwi, *Nuzhat al-Khawatir* (Lahore: Maqbul Academy, n.d.), 3:163.

[16]۔زاہد الحسینی، تذکرۃ المفسرین، ص: ۱۷۰۔

Zahid al-Husayni, *Tazkirat al-Mufassirin*, 170.

بہت معروف کتاب ہے جس کے اردو، عربی، انگریزی میں بھی تراجم ہو چکے ہیں۔علوم قرآنیہ کے حوالے سے آپ کی دوسری تصنیف ''فتح الخبیر'' ہے جس میں شان نزول کے حوالے سے عمدہ بحث کی گئی ہے۔''تاویل الاحادیث''اور ''المقدمۃ السنیۃ'' کے عنوان سے بھی آپ کی تصنیفات ہیں۔اول الذکر کتاب میں معجزات انبیا کے اسرار ورموز اوران کی حکمتیں بیان کی گئی ہیں جبکہ ثانی الذکر میں، جو کہ فارسی زبان میں ہے، ترجمہ اور تفسیر کے اصول وضوابط بیان کیے گئے ہیں۔

۳۔چند اہم کتب کا سرسری جائزہ:

علوم قرآنیہ کے تدریجی ارتقا اور اس ضمن میں علمائے اسلام کی مساعی اور عرق ریزی کا اگر سرسری جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں قرآن باضابطہ طور پر جمع ہوا اور جس خط میں وہ لکھا گیا، وہ رسم عثمانی کے نام سے مشہور ہوا۔اس طرح خط کوفی ،خط نسخ، خط ثلث، خط نستعلیق وغیرہ کی ترویج ہوئی اور کتابت نے ایک مستقل فن کی شکل اختیار کر لی۔[17]

جب حضرت علیؓ کا دور آیا تو انہوں نے قرآن حکیم کو عجمی اثرات سے محفوظ رکھنے اور تلاوت قرآن میں سہولت کے پیش نظر ابوالاسوالدؤلی سے نحو کے قواعد مرتب کروا کر اعراب القرآن کی بنیاد ڈالی۔اس کو ابتدائے علم اعراب قرآنی کہہ سکتے ہیں۔[18]

رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں ہی صحابہؓ ایک دوسرے سے معانی قرآن اور تفسیری مطالب دریافت کرتے تھے۔قرب رسول اور ذکاوت طبعی کے تفاوت کی بنا پر فہم قرآن میں تمام صحابہ کرام برابر نہ تھے، لہٰذا جن صحابہ کرامؓ کو معانی ومعارف میں دسترس حاصل تھی، وہ دوسروں کو قرآن حکیم سمجھاتے تھے۔ان میں خلفائے راشدین کے علاوہ عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباسؓ، ابی بن کعبؓ، ابوموسیٰ الاشعریؓ، اور عبداللہ زبیرؓ شامل ہیں۔[19]

صحابہؓ کے بعد تابعین کا طبقہ ہے جنھوں نے مشاہیر صحابہ کرامؓ سے قرآن اور اس کے علوم ومعارف کو سیکھا۔ان میں سعید بن جبیر (م ۹۵ ھ)، مجاہد بن جبر (م ۱۰۳ھ)، عکرمہ مولیٰ ابن عباس (م ۱۰۷ھ)، قتادہ بن دعامۃ السدوسی (م ۱۱۷ھ)، عبداللہ بن عامر الیحصبی (۱۱۸ھ، عطاء بن ابی مسلم خراسانی (م ۱۳۵ھ) نے علم تفسیر، علم اسباب نزول، علم مقطوع وموصول قرآن، علم ناسخ ومنسوخ اور علم غریب قرآن کی اساس فراہم کی۔[20]

---

[17]۔صالحہ عبدالحکیم، قرآن حکیم کے اردو تراجم ، کراچی : قدیمی کتب خانہ ، ص: ۵۴ ۔

Salehah ʻAbd al-Hakim, *Qur'an Hakim ke Urdu Tarajim* (Karachi: Qadimi Kutub Khana, n.d.), 54.

[18]۔الزرقانی، عبدالعظیم، مناھل العرفان فی علوم القرآن، مکتبہ الشاملہ، ۲۸/۱۔

ʻAbd al-ʻAzim al-Zarqani, *Manahil al-ʻIrfan fi ʻUlum al-Qur'an* (Maktabah al-Shamilah, n.d.), 1:28.

[19]۔صالحہ عبدالحکیم، قرآن حکیم کے اردو تراجم، ص: ۵۵۔

Salehah ʻAbd al-Hakim, *Qur'an Hakim ke Urdu Tarajim*, 55.

[20]۔ابن ندیم، محمد بن اسحٰق، الفہرست، بیروت: دارالمعرفۃ، ۱۳۴۷ھ، ص: ۵۱- ۵۷۔

Muhammad b. Ishaq Ibn Nadim, *Al-Fihrist* (Beirut: Dar al-Maʻrifah, 1347H), 51–57.

اس کے بعد علمانے باقاعدہ تفاسیر ترتیب دیں جن میں تفسیر ابن جریر طبری، تفسیر زمخشری، تفسیر فخر الدین رازی، تفسیر نسفی، تفسیر الخازن، تفسیر ابن حیان، تفسیر بیضاوی، تفسیر الجلالین، تفسیر قرطبیؒ، تفسیر آلوسی قابل ذکر ہیں۔[21]

علوم القرآن کی مختلف انواع پر مستقل تالیفات کا سلسلہ دوسری صدی ہجری میں شروع ہو چکا تھا۔ ابو عبید قاسم بن سلام (م ۲۲۴ھ) نے فضائل قرآن، ناسخ ومنسوخ اور قراآت پر تالیفات رقم کیں، علی بن مدینی (م ۲۳۴ھ)، نے اسباب النزول پر کتاب لکھی ،ابن قتیبہ (م ۲۷۶ھ) نے مشکل القرآن پر کتاب تالیف کی، محمد بن خلف بن المرزبان (م ۳۰۹) نے "الحاوی فی علوم القرآن" ستائیس اجزاء میں لکھی۔[22] یہ پہلی کتاب ہے جس کے عنوان میں پہلی مرتبہ علوم القرآن کی اصطلاح استعمال ہوئی۔اسی دور میں احمد بن جعفر ابن المناری (م ۳۳۶ھ) نے علوم القرآن پر بہت سی کتابیں لکھیں۔ابن الجوزی (م ۵۹۷ھ) نے ان کے متعلق لکھا ہے:

"میں نے ابو یوسف قزوینی کی تحریر سے نقل کیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ ابوالحسین بن المناری جید قاریوں اور بڑے محدثین میں سے تھے۔ علوم القرآن پر ان کی ۴۰ سے زائد کتب ہیں۔ ان میں سے تقریباً ۲۱ کتب سے تو میں واقف ہوں اور باقی کتب کے متعلق میں نے سنا ہے۔ان کی تصنیفات میں سے ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے چند ٹکڑے میری نظر سے گزرے۔ ان میں مجھے ایسے فوائد ملے جو اس دور کی کسی دوسری کتاب میں نہیں پائے جاتے۔"[23]

علامہ جلال الدین بلقینیؒ (۸۲۴ھ) کی کتاب " مواقع العلوم من مواقع النجوم" ہے۔اس کے چھ باب تھے جن میں علوم القرآن کی تقریباً ۱۵۰انواع پر بحث کی گئی ہے۔[24] علامہ جلال الدین سیوطی کی کتاب " الاتقان فی علوم القرآن" ہے۔ علامہ سیوطی نے اتقان کے علاوہ بھی علوم القرآن کی مختلف انواع پر مستقل کتب لکھی ہیں جن میں "تناسق الدرر فی تناسب السور"، "لباب النقول فی اسباب النزول" ، " مفحمات الاقران فی مبہمات القرآن" وغیرہ شامل ہیں۔ علامہ کی تمام تالیفات میں سے 'الاتقان' ایک نمایاں اور منفرد تالیف ہے۔ اس کتاب میں علامہ سیوطی نے زرکشی کی 'البرہان' میں مذکور انواع پر ۳۳انواع علوم کا اضافہ کیا اور علوم القرآن کی ۸۰ انواع سے بڑی مفصل بحث کی ہے۔ علوم القرآن کے موضوع پر اس کتاب کو ایک اہم ماخذ کی حیثیت حاصل ہے۔اس کے بعد علوم القرآن پر جتنا بھی کام ہوا، بیشتر اس کی شرح واختصار کے زمرے میں آتا ہے۔

---

[21]۔ صالحہ عبدالحکیم، قرآن حکیم کے اردو تراجم، ص:۵۶

Salehah ‘Abd al-Hakim, *Qur’an Hakim ke Urdu Tarajim*, 56.

[22]۔الداؤدی، محمد بن علی، طبقات المفسرین، قاھرہ: مکتبہ وھبہ، ۱۹۷۶ء، ۱/۱۴۱۔

Muhammad b. ‘Ali al-Da’udi, *Tabaqat al-Mufassirin* (Cairo: Maktabah Wahbah, 1976), 1:141.

[23]۔ابن الجوزی، عبدالرحمٰن، کتاب المنتظم، حیدرآباد دکن ۱۳۵۷ھ، ۳۸۸/۶۔

‘Abd al-Rahman Ibn al-Jawzi, *Kitab al-Muntazam* (Hyderabad Deccan, 1357H), 6:388.

[24]۔ صبحی صالح، مباحث فی علوم القرآن، بیروت: دارالمعرفہ، ۱۹۶۸ء، ص:۱۷۲۔

Subhi Salih, *Mabahith fi ‘Ulum al-Qur’an* (Beirut: Dar al-Ma‘rifah, 1968), 172.

"اعجاز القرآن "از مصطفی الرافعی، " المعجزۃ الکبری۔القرآن" از محمد ابو زہرہ، "التبیان فی علوم القرآن" از طاہر الجزائری، " منہج الفرقان فی علوم القرآن" از محمد علی سلامہ، "مناہل العرفان فی علوم القرآن" از محمد عبد العظیم زرقانی، "مباحث فی علوم القرآن" از صبحی الصالح، "مباحث فی علوم القران" از مناع القطان، علوم قرآن سے متعلق موجودہ دور کی مشہور کتب ہیں۔

محمد بن قاسم نے جب سندھ پر حملہ کیا تو یہ وہ زمانہ تھا جب اسلامی سلطنت کی حدود ایشیا، روس، اور اسپین تک پہنچ چکی تھیں۔ لہٰذا فطری طور پر ان علاقوں کے لوگ نہ صرف قرآن کی تعلیمات سے متاثر ہوئے بلکہ انہوں نے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرنے پر اپنی زندگیاں صرف کر دیں۔ کتب اسماء الرجال میں ہمیں بہت سے سندھی مسلمانوں کا تذکرہ ملتا ہے جنہوں نے تحصیل علم کی خاطر دور دراز کے سفر کیے اور سندھ میں قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں بلند کیں۔ عبدالرحیم دیبلی سندھی کے متعلق حافظ ابن حجر لکھتے ہیں :

"قال العقیلی قال لی جدی قدم علینا من السند شیخ کبیر کان یحدث عن الاعمش۔ "[25]

"عقیلی کہتے ہیں کہ میرے دادا نے بیان کیا کہ ہمارے ہاں (بصرہ میں) سندھ سے ایک بہت بڑے شیخ آئے جو اعمش سے حدیث کی روایت کرتے تھے۔"

سندھ کے علما کی علوم اسلامیہ میں خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر عبداللہ الطرازی لکھتے ہیں :

"دور عباسی میں ہم کثرت سے ایسے علما پاتے ہیں جنہوں نے بلاد عرب کی طرف ہجرت کی اور بہت کم ایسے تھے جو سندھ میں رہے اور علوم اسلامیہ کی اشاعت میں مشغول ہوئے۔" [26]

علامہ سمعانیؒ چوتھی صدی ہجری کے ایک ہندی عالم کی تفسیر میں دلچسپی اور اخذ روایات میں ذوق و جستجو کے بارے میں لکھتے ہیں :

"ابو جعفر محمد بن ابراھیم الدیبلی (الھندی) المکی العالم المفسر یروی کتاب التفسیر عن ابی عبداللہ سعید بن عبدالرحمن المخزومی روی عنہ ابوالحسن احمد ابن فراس المکی وابو بکر بن محمد ابراھیم بن علی۔"[27]

ڈاکٹر عبداللہ الطرازی نے سندھ اور پنجاب کی تاریخ پر مشتمل اپنی کتاب میں ایک عربی عالم "العراقی" (متوفی ۲۷۰ھ) کے متعلق لکھا ہے کہ وہ منصورہ کے شاندار عالم اور شاعر تھے۔ جنہوں نے فن تفسیر میں دو شاندار کتابیں تصنیف کیں۔

ایک "فی تفسیر القرآن" اور دوسری "ترجمۃ القرآن بالسندیہ۔"[28]

---

[25]۔ابن حجر، احمد بن علی، لسان المیزان، مکتبہ مطبوعات اسلامیہ، طبع اول ۲۰۰۸ء، ۵/۴۔
Ahmad b. ʻAli Ibn Hajar, *Lisan al-Mizan*, 1st ed. (Maktabat Matbuʻat Islamiyyah, 2008), 4:5.

[26]۔عبداللہ الطرازی، موسوعۃ التاریخ الاسلامی والخصارۃ الاسلامیۃ لبلاد السند والبنجاب فی العھد العرب، ۴۶۹/۱۔
Abdullah al-Tarazi, *Mawsuʻat al-Tarikh al-Islami wa al-Khisarah al-Islamiyyah li Bilad al-Sind wa al-Punjab fi al-ʻAhd al-ʻArabi*, 1:469

[27]۔سمعانی، عبدالکریم، کتاب الانساب، مکتبہ الشاملہ، ۵۴۰/۵۔
ʻAbd al-Karim al-Samʻani, *Kitab al-Ansab* (Maktabah al-Shamilah, n.d.), 5:540.

[28]۔ عبداللہ الطرازی، موسوعۃ التاریخ الاسلامی والخصارۃ الاسلامیۃ لبلاد السند والبنجاب فی العھد العرب، ۴۶۹/۱۔
ʻAbdullah al-Tarazi, *Mawsuʻat al-Tarikh al-Islami wa al-Khisarah al-Islamiyyah*, 1:469.

قاضی زاہد الحسینی اپنی کتاب "تذکرۃ المفسرین" میں برصغیر کے پہلے مفسر قرآن "الکشی" کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ "کچھ" کے مقام پر دوسری صدی ہجری میں پیدا ہوئے۔ طلب علم کے لیے ارض عرب کا سفر کیا۔ حدیث میں دو مسندیں تالیف فرمائیں۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کی ایک تفسیر بھی لکھی جس کو ہر زمانے میں مقبولیت حاصل رہی۔[29]

خلیق احمد نظامی نے "حیات شیخ عبدالحق" اور ڈاکٹر سالم قدوائی نے "ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں" میں 'یاد ایام' مصنفہ سید عبدالحیٔ کا یہ قول نقل کیا ہے:

"میرے نزدیک ہندوستان کے ہزار سالہ دور میں حقائق نگاری میں شاہ ولی اللہ دہلوی کا کوئی نظیر نہیں۔"[30]

تیرہویں صدی ہجری میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیرِ عزیزی کے نام سے ایک شاندار تفسیر لکھی۔ یہ ایک نامکمل تفسیر ہے جو سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرہ کے تقریباً نصف یعنی آیت 'وعلی الذین یطیقونہ' تک کے حصے پر اور پھر آخر سے انتیسویں اور تیسویں پارے کی تفسیر پر مشتمل ہے۔ باقی اجزا کے بارے میں کوئی حتمی رائے قائم نہیں کی جاسکتی کہ آیا شاہ صاحب نے ان کی تفسیر لکھی ہی نہیں تھی یا وہ لکھنے کے بعد ناپید ہو گئی۔ نامکمل ہونے کے باوجود اس تفسیر کے جو اجزاد ستیاب ہیں، وہ علوم قرآنیہ کے بیش بہا ذخائر پر مشتمل ہیں۔ مختلف قرآنی موضوعات پر شاہ عبدالعزیزؒ کے خیالات کو کتابی شکل میں آپ کے شاگرد شاہ رفیع الدین مراد آبادی نے مرتب کر لیا تھا جس کا نام انہوں نے "الافادات العزیزیہ" رکھا۔ یہ خیالات شاہ صاحب ہی کی عبارت سے تھے جو انہوں نے شاہ رفیع الدین صاحب کو خطوط کی شکل میں لکھے تھے۔ ان میں ربط آیات، متشابہات قرآن، اسرار قصص واحکام اور لطائف نظم قرآن وغیرہ پر بحث ہے۔

"مقدمہ تفسیر فتح العزیز"، ڈاکٹر زبید احمد نے اپنی کتاب "ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں" میں اس کو شاہ عبدالعزیز صاحب کی تصنیف کہا ہے، مگر شاہ صاحب کی کتابوں میں اس کا نام نہیں ملتا۔ یہ کتاب مندرجہ ذیل دس مباحث میں تقسیم ہے:

(۱) مبحث الکلام (۲) مبحث الوحی وکیفیۃ (۳) مبحث الانزال والتنزیل (۴) مبحث التفسیر والتاویل (۵) مبحث الموضوع وشرفہ وشرف الغانیہ (۶) مبحث نزول القرآن علی سبعۃ احرف (۷) مبحث القراءۃ المتواترۃ والمشہورۃ والشاذۃ (۸) مبحث تحریف القرآن والفرقان والمصحف والسورۃ والآیۃ (۹) مبحث فضائل القرآن (۱۰) مبحث وجہ اعجاز القرآن۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر قرآن پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ سب سے پہلے برصغیر میں عوامی سطح پر درس قرآن بھی شروع کیا جس سے نہ صرف عامۃ الناس کی علوم قرآنیہ میں رغبت میں اضافہ ہوا بلکہ ان کے اعمال و کردار کی اصلاح بھی ہوئی۔

---

[29]۔ زاہد الحسینی، قاضی، تذکرۃ المفسرین، اٹک: دار الارشاد، ۲۰۱۴ء، ص: ۵۴۔

Qazi Zahid al-Husayni, *Tazkirat al-Mufassirin* (Attock: Dar al-Irshad, 2014), 54.

[30]۔ قدوائی، ڈاکٹر سالم، ہندوستانی مفسرین اور انکی عربی تفسیریں، لاہور: ادارہ معارف اسلامی، ص: ۳۷۔

Dr. Salim Qadwai, *Hindustani Mufassirin aur unki 'Arabi Tafasir* (Lahore: Idarah Ma'arif Islami, n.d.), 37.

چودھویں صدی ہجری میں علامہ صدیق حسن بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ ھ کی کتابیں علوم القرآن کے حوالے سے مشہور ہیں جن میں ''افادۃ الشیوخ بمقدار الناسخ والمنسوخ'' اور ''الاکسیر فی اصول التفسیر'' شامل ہیں۔

''مرآۃ التفسیر''، ذوالفقار احمد نقوی بھوپالی (م ۱۳۱٦ھ) کی تصنیف ہے۔ اس رسالے میں مصنف نے تفسیر اور متعلقات تفسیر کا ذکر کیا ہے۔ یہ ایک قسم کا انڈیکس ہے جس سے مفسرین اور علم تفسیر پر جو کچھ بھی کام ہوا ہے، اس کا پتہ چلایا جاسکتا ہے۔

"الفاظ القرآن مسمی بہ نجوم الفرقان جدید لتخریج آیات القرآن" مولانا اہل اللہ فقیر اللہ (م ۱۳۳۱ھ) کی تصنیف ہے۔ یہ قرآن کریم کے الفاظ کی فہرست ہے جس کی مدد سے کسی بھی آیت کو آسانی کے ساتھ تلاش کیا جاسکتا ہے۔ ''ملخص التفاسیر'' سید محمد ہارون زنگی پوری (م ۱۳۳۷ھ) کی تصنیف ہے جو کہ مختلف ابواب میں منقسم ہے۔ ان ابواب کو مقدمہ کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔

''مفردات القرآن'' مولانا حمید الدین الفراہیؒ (م ۱۳۴۹ھ) کی تصنیف ہے۔ اس میں مصنف نے اہم قرآنی الفاظ کے معانی بیان کیے اور ان کا صحیح مفہوم واضح کیا ہے۔ یہ بھی بیان کیا ہے کہ قرآن مجید غریب الفاظ سے خالی، ضبط و نظم میں لاثانی، اور عربوں کے خطبوں اور ان کے اشعار و محاورات سے کہیں زیادہ آسان ہے۔ علامہ حمید الدین فراہیؒ متوفی ۱۳۴۹ھ نے علوم القرآن کی مختلف انواع پر کئی کتابیں لکھی ہیں جن میں اسالیب القرآن، اقسام القرآن، امعان فی اقسام القرآن، تفسیر نظام القرآن، التکمیل فی اصول التاویل، دلائل النظام، مفردات القرآن وغیرہ آپ کی گراں قدر تالیفات ہیں۔

''کنز المتشابہات'' کے مصنف حافظ محمد محبوب علی ہیں یہ کتاب دائرۃ المعارف سے ۱۳۴۱ھ میں شائع ہوئی۔ اس میں مصنف نے ایسی آیتوں کو جمع کیا ہے جو ایک دوسرے سے مشابہت رکھتی ہیں۔ اس کتاب کے شروع میں انہوں نے ایک مقدمہ لکھا ہے جو عربی اور اردو دونوں ہی زبانوں میں ہے۔ یہ کتاب حفاظ کے لیے بہت مفید ہے۔

''مشکلات القرآن''، مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ (۱۳۵۲ھ) کی تصنیف ہے۔ اس میں ان آیات کی توضیح کی گئی ہے جن کو مشکل تصور کیا جاتا ہے۔ یہ توضیحات بیشتر عربی میں اور چند جگہوں پر فارسی میں ہیں۔ کتاب کے شروع میں تفصیلی مقدمہ مولانا محمد یوسف بنوری کا ہے جس میں انہوں نے مصنف کے حالات زندگی لکھے ہیں۔ نیز تفسیر کے ضروری قواعد و ضوابط، اہل حق اور اہل باطل کی تفسیروں کا فرق اور اسی قسم کی بہت سی اہم باتوں کو بیان کیا ہے۔

''وجوہ المثانی مع توجید الکلمات والمعانی'' مولانا اشرف علی تھانوی (م ۱۳٦۲ھ) کی تصنیف ہے۔ اس میں قرآن مجید کی سات قراءتوں کا بیان ہے اور قراءت کے تمام اختلافات کو بیان کیا گیا ہے۔ آخر میں اس فن سے متعلق کچھ اصول بھی بیان کر دیے ہیں۔ اسی طرح ''سبق الغایات فی نسق الآیات''، بھی مولانا تھانوی کی تصنیف ہے۔ یہ ایک مختصر سی کتاب ہے جس میں آیات قرآنی کا ربط اور مطالب اختصار کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ سورتوں کا خلاصہ اور شان نزول بھی لکھ دیا گیا ہے۔ 'اشرف السوانح' میں علوم قرآنیہ پر آپ کی

تصانیف کی تعداد پچیس بیان کی گئی ہے جن میں "تنشیط الطبع"، "وجوہ المثانی"، " تجوید القرآن"، "جمال القرآن" ، " یادگار حق القرآن" وغیرہ شامل ہیں۔

جہاں تک تجوید وقرآت کا تعلق ہے، اس ضمن میں برصغیر میں کئی کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں "شرح سبعہ" شیخ القراء مولانا قاری ابو محمد محی الاسلامؒ کی تصنیف ہے۔ اس میں قراء سبعہ اور ان کے رواۃ کے مختصر حالات نہایت دلچسپ پیرایے میں درج ہیں۔ اس کے بعد قراءات سبعہ کے اصولی اور فرعی مسائل نہایت تحقیق کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ "افضل الدرر" علامہ شاطبیؒ کے قصیدہ رائیہ کی نہایت نفیس اور محققانہ شرح ہے جو کہ قاری عبدالرحمن ابن محمد بشیر خاں صاحب مکی ثم الہ آبادی کی تصنیف ہے۔ مولانا قاری ضیاء الدین صاحبؒ الہ آبادی کی کتاب " خلاصۃ البیان "(عربی) اور "ضیاء القراءت "(اردو) عمدہ کتابیں ہیں۔ مولانا قاری عبدالوحید صاحب الہ آبادی کی "ہدیۃ الوحید" اور مولانا قاری عبدالخالق صاحب علی گڑھی کی "تیسیر التجوید" بھی ایک عمدہ اضافہ ہیں۔ "توضیح العشر فی طیبۃ النشر" اردو زبان میں مختصر، جامع اور محققانہ کتاب ہے۔ اس کے علاوہ "المعانی الجلیلہ شرح عقیلہ"رائیہ کی شرح ہے۔ یہ دونوں کتابیں مولانا حافظ قاری عبداللہ صاحب گنگوہی ثم مرادآبادی کی تصنیف ہیں۔ قاری فتح محمد صاحب پانی پتی کی کتاب "عنایات رحمانی" قصیدہ شاطبیہ کی اردو شرح، "اسہل الموارد" قصیدہ رائیہ کی شرح، اور " کاشف العسر" شرح ناظمۃ الزہر عمدہ کتابیں ہیں۔ "تیسیر الطبع فی اجراء لسبع"(اردو)، "مفید الاطفال"، اور تحفۃ الاطفال کی شرح اور اردو میں "مفید الاقوال" یہ تینوں کتابیں قاری محمد حسین صاحب مالیگانوی کی تصنیف ہیں۔

"کاشف الابہام" ، یہ حمزہ اور ہشام کی ان وقفی وجوہ میں ہے جو کلمات مہموز میں بوقت وقف پیدا ہوتی ہیں۔ "ضیاء البرہان فی الجواب علی خط القرآن"قرآن کے رسم قیاسی پر ایک مدلل رسالہ ہے۔ یہ دونوں کتابیں مولانا قاری ابن ضیاء محب الدین احمد صاحب الہ آبادی کی تصنیف کردہ ہیں۔ " احیاء المعانی" کے نام سے علم قراءت میں ایک نہایت جامع اور مفید ترین کتاب حضرت مولانا حافظ قاری ظہیر الدین صاحب معروفی اعظمی کی تالیف ہے۔

سرسید احمد خان، علامہ اسلم جیراجپوری، علامہ تمنا عمادی، عبداللطیف رحمانی وغیرہ نے علمائے جمہور سے اختلاف کرتے ہوئے جمع و تدوین قرآن، ناسخ و منسوخ آیات جیسے اہم قرآنی موضوعات پر جداگانہ افکار و نظریات پیش کیے۔ علامہ اسلم جیراجپوری کی "تاریخ القرآن"، "ارض القرآن" اور "نکات القرآن" جبکہ علامہ تمنا عمادی کی " جمع القرآن" اور "اعجاز القرآن واختلاف قراءت"اس موضوع پر نئی فکر کی عکاسی کرنے والی اہم کتب ہیں۔

ماضی قریب میں مولانا شمس الحق افغانی، مولانا مالک کاندھلوی، قاضی مظہر الدین بلگرامی ، مولانا گوہر رحمن، مولانا تقی عثمانی، مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی، مولانا عبدالشکور لکھنوی نے علوم قرآنیہ کے سلسلے میں انتہائی گراں قدر خدمات سرانجام دیتے ہوئے اس موضوع پر کتابیں تصنیف فرماکر اردو زبان میں علوم القرآن پر جامع کتب کے خلا کو پر کیا ہے۔

علمائے برصغیر کے تعارف اور خدمات کے باب میں نزھۃ الخواطر، حدائق الحنفیۃ، ماثر الکرام، الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند، تذکرہ علمائے ہند، علماء ہند کا شاندار ماضی، تذکرہ مشائخ دیوبند، تذکرہ علماء پنجاب، تاریخ المفسرین، تذکرہ قاریان ہند، ہندوستانی مفسرین اور ان کی عربی تفسیریں، وغیرہ گراں قدر تالیفات موجود ہیں جن سے علماء پاک وہند کی وہ علمی بصیرت وحکمت آشکارا ہوتی ہے جس کا اعتراف عرب کی علمی دنیا بھی ہر دور میں کرتی چلی آرہی ہے۔

۴۔ خلاصہ بحث:

موضوع کے لغوی اور اصطلاحی مفوم سے کرتے ہوئے ان علوم پر چند ایک مفکرین کا موٴقف پیش کیا گیا۔ بعد ازاں ان میں سے معروف علوم کو مختصر انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد ان علوم کے بتدریج آغاز وارتقاء کو تین مراحل میں بیان کیا گیا ہے؛ قرونِ اولیٰ، قرونِ وسطیٰ اور عہدِ حاضر۔ ان کے ذیل میں نبی ﷺ کے دور، صحابہ کرام کے دور میں علوم القرآن، تابعین اور مابعد کے دور میں علوم القرآن اور عہدِ حاضر میں برصغیر میں علوم القرآن کی اہمیت اور ان علوم پر ہونے والے قرآن کو بیانیہ انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ آخر میں علوم القرآن کے موضوع پر معروف سکالرز کی کتب کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ سیر حاصل بحث کے بعد اس کو مختصر الفاظ میں ایسے بیان کیا جا سکتا ہے کہ علوم القرآن ایسے علوم ہیں جو قرآن فہمی کے لیے بہت ضروری ہیں۔ ہر مسلمان کے لیے اپنے دین پر عمل پیرا ہونے کے لیے قرآن اور حدیث کا فہم وادراک حاصل کرنا از حد ضروری ہے تاکہ کماحقہٗ اسلامی تعلیمات پر عمل کر کے دنیا وآخرت کی کامیابیوں کو سمیٹا جا سکے۔ چنانچہ فہمِ قرآن سے قبل ان متذکرہ بالا علوم کو سیکھنا بہت ضروری ہے۔ علماء نے مفادِ عامہ کے لیے آسان فہم انداز میں اپنے تئیں بھرپور کوشش کے ساتھ کتب تالیف کیں۔ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ان کو حاصل کر کے اس کا بھرپور فائدہ اٹھائیں۔